Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ، ۳ شہادت ۱۳۶۹ھش، ۳ اپریل ۱۹۹۰ء | نمبر ۷۶

بہت ہی عزیز چیز

"سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔۔۔۔ ان پر اس طرح پوری توجہ دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دعا میں جسقدر بے ہودگی ہوتی ہے اسی قدر اثر کم ہوتا ہے۔ یعنی اس کی استجابت ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ اس کا گزارہ ایک دو روپیہ روزانہ میں بخوبی چل سکتا ہے لیکن وہ پچاس روپیہ روزانہ طلب کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کا سوال بے ہودہ ہوگا۔ یہ ضروری امر ہے کہ ضرورتِ حقہ اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کی جاوے۔ جب کسی کی مصیبت کا خط آتا ہے اور اس میں دعا کی درخواست ہوتی ہے تو دیکھا گیا ہے کہ دل خوب لگ کر دعا کرتا ہے لیکن دوسری بے ہودہ درخواستوں میں اس قدر دل نہیں لگتا۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۰۶-۱۰۷)

"نبی اگر شدائد اور مصائب سے امن میں رہے تو اُن کی صبر کی قوت کا پتہ لوگوں کو کیسے معلوم ہو۔ پھر بہت سے اخلاقِ فاضلہ اس قسم کے ہیں کہ وہ صرف نزولِ مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ کا بڑا افضل و احسان تھا کہ آپ کو دونوں موقع عطا کئے۔ ہر ایک نبی کا یہ کام نہیں کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگوں کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا پیش کر سکے۔ فقیر غریب اور امیر وغیرہ ہر ایک اس کے چشمہ سے مساوی سیراب ہوں۔ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات سے ہے۔ جس نے کُل ضرورتوں کو پورا کر کے دکھایا۔"

(ملفوظات جلد صفحہ ۱۱۶-۱۱۷)

دِل خُدا تعالےٰ کی محبت کیلئے بنایا گیا ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

گناہ کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے۔ جب دل کے اندر شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی وجہ سے غیر اللہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کی محبت دنیا میں ہزاروں شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے کبھی بچوں کی محبت غلو اختیار کر جاتی ہے۔ کبھی اموال کی محبت اپنی حدود کے اندر نہیں رہتی۔ کبھی رشتہ داری کی پچ ہوتی ہے کبھی قومی فخر نیکیوں کے رستہ میں حائل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی انسان کی بُری عادتوں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یہ سب چیزیں ایک ایسی محبت سے تعلق رکھتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبت نہیں کہلاتی۔ بلکہ غیر اللہ کی محبت کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ غیر اللہ کی محبت آہستہ آہستہ دلوں پر قبضہ کر لیتی ہے۔ پہلے ایک غلطی ہوتی ہے۔ پھر دوسری پھر تیسری۔ اسی طرح ایک کے بعد دوسری غلطی ان سے ہوتی رہتی ہے اور وہ دل جو خدا تعالیٰ کی محبت کے لیے بنایا گیا تھا۔ اور وہ دماغ جس میں خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیئے تھی وہ غیر اللہ کی محبت میں بُری طرح پھنس جاتا ہے۔"

(خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

اخبار الفضل ہم سب کا اخبار ہے۔ مردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی۔ بڑوں کا بھی اور چھوٹوں کا بھی۔ بعض حصے (حضور کے ارشادات اور خطبات) تو ہم کو گھر میں درس کی طرح پڑھنے چاہئیں۔

○ "مکرم محمد فضیل صاحب ابن مکرم محمد الیاس چودھری صاحب آف کیلگری کینیڈا جن کو کھیل کے دوران چوٹ لگ گئی تھی اور گردے اور پھیپھڑے کو نقصان پہنچا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت بہتر ہیں اور ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آچکے ہیں۔

○ مکرم چوہدری بنیامین صاحب (دارالعلوم غربی) بیمار ہیں۔

○ مکرم مبشر احمد صاحب کے والد مکرم سید محمد صاحب علیل ہیں۔

○ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب دارالرحمت وسطی کے بیٹے منظور احمد صاحب کا جو مٹی میں گلے کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم فضل الٰہی صاحب عارف مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔

○ شیخ بشارت احمد صاحب ابن مکرم شیخ رشید احمد صاحب کی بائیں ٹانگ ایک حادثہ کے نتیجہ میں ٹوٹ گئی ہے۔

○ محترمہ ثریا بیگم صاحبہ دارالیمن شرقی اپنے بیٹے مبشر احمد کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

○ مکرم ملک منصور احمد صاحب سابق ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد اسحاق نثار صاحب گنج مغلپورہ لاہور تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

"وقت کا ضیاع ایک قومی نقصان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر سارے پاکستانی اپنی استعداد کے مطابق اقتصادی میدان میں اپنا پورا زور لگا دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا معیار زندگی ایک سال کے اندر اندر دگنا تگنا نہ ہو جائے۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳، شہادت ۱۳۶۹ھش ۳، اپریل ۱۹۹۰ء

تحمّل اور بردباری

گفتگو میں تحمل پیدا کرنے کیلئے اور اپنے علم کو بڑھانے کیلئے ایک عجیب نسخہ یہ ہے کہ انسان اعتراض سُننے کا حوصلہ پیدا کرے۔ عام طور پر بات میں تلخی اس وقت آتی ہے جب ہم دوسروں کے اعتراض کو تعصّب کی بنیاد سمجھنے لگتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ اس شخص کو اس قسم کا اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعتراض تو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں اسے دوسرے نے کس طرح سوچا ہے سمجھا ہے اور جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ ہماری کسی خامی کی غمازی نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو آئینہ دکھاتا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر ہمیں جز بز ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اپنی بات کو دلائل کے ساتھ پیش کریں۔ اور تحمل کو اپنا شعار بنائیں۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنے فضل نازل فرماتا رہے) فرماتے ہیں کہ

"مَیں نے کبھی کسی معترض کے اعتراض کو غیر اہم نہیں سمجھا بلکہ جو بھی اعتراض کسی معترض نے کیا ہے مَیں نے اسے اہم سمجھا اور اس کا جواب دینے کی کوشش کی"

نیز حضور فرماتے ہیں

"مجھے اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے بہت سے علوم عطا فرمائے ہیں"

اگر ہم اس طریق گفتگو کو اپنا لیں تو ہماری طبیعت میں تحمل اور ایک دل پسند ٹھہراؤ پیدا ہو جائے گا۔ ہماری گفتگو میں ایک شیرینی آجائے گی۔ ہماری بات کو سمجھنے کیلئے بھی لوگ تیار ہونگے اور ہم سے بات جاری رکھنے کیلئے بھی اور اس طرح ہمارے علوم میں بھی اضافہ ہوگا۔ یہ بات صرف بڑوں ہی کیلئے نہیں بلکہ سکول کے بچوں سے شروع ہونی چاہیئے۔ کیونکہ عادتیں بننے اور بگڑنے کا تو وہی زمانہ ہوتا ہے۔ اور طیش میں آنے کی عادت بھی بچپن ہی سے پڑتی ہے۔ بچے ذرا ذرا بات پر جھگڑنے لگتے ہیں۔ تحمل اور بردباری کا ان میں بہت حد تک فقدان ہوتا ہے۔ اگر اسی وقت سے گفتگو میں تحمل پیدا کرنے اور دوسروں کا اعتراض سُننے کی عادت ڈالی جائے تو ساری عمر ہم اس کی شیرینی سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یہ بات نہ صرف گفتگو کیلئے ضروری ہے۔ تحریر کیلئے بھی اس بات کی اہمیت خاصی زیادہ ہے ہم نے کسی کی تحریر پڑھی اور ہمارے دل میں تلخی پیدا ہوگئی۔ یہ ردِّعمل بات کو کجی کی طرف لے جاتا ہے۔ نہ ہمیں صحیح طور پر سمجھنے دیتا ہے اور نہ صحیح خطوط پر جواب دینے دیتا ہے۔ اگر ہم تحریر پڑھ کر تحمل سے سوچیں اسکے سب پہلوؤں کو سامنے رکھیں اور یہ تہیّہ کریں کہ دوسرے کیسی ہی تحریر لکھیں ہمیں شائستگی کو ہاتھ سے نہیں دینا۔ تو ہماری تحریر مدلل بھی ہوگی اور شائستہ بھی۔

ہاتھوں میں لے کر اپنی کتابیں
مصروفِ تعلیم ہو جائیے گا
اوروں کا کیا ہے اوروں کو چھوڑیں
اپنی ہی باتوں میں کھو جائیے گا

ـــ ابوالاقبال

مناجات

الٰہی دلِ صبر تمثال دے
سکوں آشنا حال احوال دے

مرے درد کو عزم میں ڈھال دے
مرے جذبِ دل کو مہ و سال دے

مرا دل ہے اور ظُلم کے تیر ہیں
مرے کرب کو صبر کی ڈھال دے

یہ میخانہ ساقی سلامت رہے
ذرا سی مرے جام میں ڈال دے

مجھے بھی ہے پرواز کی آرزو
مری آرزو کو پَر و بال دے

ہو سحر آفریں میرے گیتوں کی لَے
مرے زمزمہ کو وہ سُر تال دے

مرے قول کو آبرو مند کر
عمل کو وقار آفریں چال دے

چمن پر گھڑی آگئی ہے کڑی
ترا اذنِ کُن وہ گھڑی ٹال دے

عبدالمنان ناہیدؔ

"زبانی وعظوں سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اپنی حالت درست کر کے اپنے تئیں نمونہ بنانے سے"
(ملفوظات جلد نہم صـ ۳۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب

مہمان نوازی کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

وہ نیکیاں جن کے مٹ جانے پر اللہ تعالےٰ انبیاء و مجدد مبعوث کرتا رہا ہے ان میں مہمان نوازی کی نیکی بھی شامل ہے۔ مہمان نوازی سنت انبیاء اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق میں شمار ہوتی ہے۔ اس سے باہمی محبت کے ارتقاء اور تعلقات کی وسعت میں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ حق نے اس نیکی کے اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں ارشادات اس بارہ میں موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک عرض خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور جزاء سزا پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے مہمان کو احترام کی نظر سے دیکھے اور حسب استطاعت اس کی خاطر مدارات کرے اور ہمیشہ اچھی اور دوسروں کے بھلے کی بات کہے ورنہ خاموشی اختیار کرے (بخاری)

اس حدیث میں ایمان کے ان تقاضوں کا بیان ہے جن کا تعلق معاشرہ کے امن اور باہمی محبت کے فروغ سے ہے۔ فرمایا سچے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ امن کو عام کیا جائے اور تعلقات محبت کو وسعت دی جائے اور اسکی ابتدائی شرائط میں یہ امر شامل ہے کہ انسان اپنے پڑوسی سے اچھے تعلقات رکھے، آنے والے مہمان کا اعزاز و اکرام کرے اور اسکی زبان سے ہمیشہ بھلائی کی بات نکلے۔ ایسی بات جس سے کسی کو دکھ پہنچے یا بدامنی پھیلے ایمان کے تقاضا کے خلاف ہے۔

۲۔ حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا اگر کسی کے پاس کوئی مہمان آئے تو جیسی اسکے پاس گنجائش ہو مہمان کی خدمت میں پیش کرے اور جو کچھ دسترخوان پر چنا گیا ہے مہمان اسے بخوشی کھائے اور اپنی طرف سے فرمائش نہ کرے (مسند احمد)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میزبانی اور مہمانی کے آداب بیان فرمائے ہیں یعنی نہ تو میزبان تکلف اور اسراف سے کام لے بلکہ بالعموم جو کچھ روزمرہ کی اس کی خوراک ہے وہی تیار کرائے۔ کھانوں کی زیادہ لمبی چوڑی فہرست مرتب نہ کرے اور مہمان بھی اس بات کی تمنا نہ رکھے کہ اس کے لئے خاص قسم کا اہتمام کیا جائے۔ اور خاص خاص کھانے اسکی خاطر پکائے جائیں۔ کیونکہ اس قسم کے تکلفات کے نتیجہ میں یہ اعلےٰ درجہ کا خلق جیسے تعلقات کی وسعت اور باہمی محبت کی خاطر عام اور وسیع ہونا چاہیئے محدود ہو کر رہ جائے گا اور وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا جو اس کو فروغ دینے کے بارہ میں دینِ حق کے پیش نظر ہے مثلاً اگر میزبان ضروری سمجھے کہ وہ تبھی میزبانی کے فرض سے سبکدوش ہو سکتا ہے کہ مہمان کے لئے خاص پُر تکلف کھانا تیار کرائے اور وہ اپنے پاس اس کی گنجائش نہیں پاتا تو مہمان کے آنے پر اس کی بشاشت ختم ہو جائے گی۔ وہ اپنے دل میں تنگی محسوس کرے گا اور اس کا دل چاہے گا کہ کاش اس کے پاس مہمان نہ آتا۔ اس طرح سے ایک تو وہ ایک بڑی برکت سے محروم ہوگا اور دوسرے مہمان کی عام خاطر مدارات بھی نہیں کر سکے گا جسے وہ باآسانی بجا لا سکتا تھا۔

.... اسی طرح

اگر مہمان خاص اہتمام کی توقعات لے کر آئے اور میزبان کی طرف سے اس کی وہ مرغوب خاطر مدارات نہ ہو تو اس کے دل میں میزبان کی محبت پیدا نہ ہوگی اور اس کا دل جذبات تشکر سے لبریز نہ ہوگا۔ غرض اس قسم کے تکلفات جہاں مقصد کو ضائع کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ وہاں معاشرے کے اس اچھے رواج کو بھی محدود کرنے کا باعث ہیں اس لئے حضور نے سادگی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور تکلف سے منع فرمایا ہے

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ نے گھر میں کہلا بھیجا کہ مہمان کیلئے کھانا تیار کیا جائے۔ وہاں سے جواب آیا۔ آج گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ اس پر آپؐ نے ان صحابہؓ سے جو مجلس میں موجود تھے کہا آپ میں سے کون اس مہمان کی ذمہ داری لیتا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کیا حضور اسے میرے ساتھ بھجوا دیں چنانچہ مہمان کو لے کر انصاری گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا رسولِ خدا کا مہمان ہے اسکے لئے کھانا تیار کرو۔ بیوی نے جواب دیا۔ گھر میں صرف اتنی خوراک ہے کہ آج رات بچے پیٹ بھر سکیں ہمیں خود بھی تو بھوکا رہنا پڑے گا اس پر اس انصاری نے کہا کہ جو کچھ ہے وہ مہمان کیلئے تیار کرو اور بچوں کو کسی طرح بھوکا سلا دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جب کھانا تیار ہو چکا تو اسے دسترخوان پر چن دیا گیا وہ انصاری اس کی بیوی اور مہمان تینوں کھانے کیلئے بیٹھ گئے ابھی کھانا شروع نہیں ہوا تھا کہ میزبان کی بیوی دیئے کو درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر اسے بجھا دیا۔ اب اندھیرے میں مہمان تو کھانا کھاتا رہا اور یہ دونوں میاں بیوی بیٹھے خالی منہ ہلاتے رہے۔ تاکہ مہمان پر ظاہر ہو کہ وہ کھانے میں اس کے ساتھ شریک ہیں۔ حالانکہ وہ کچھ نہیں کھا رہے تھے۔ انہوں نے مہمان کو تو کھانا کھلا دیا اور خود بھوکے سو رہے اور بچوں کو تو وہ پہلے ہی بھوکے سلا چکے تھے۔ صبح جب وہ انصاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ ہنسے اور فرمایا۔ تمہاری رات کی سکیم سے تو اللہ تعالےٰ بھی عرش پر ہنسا۔ قرآن کریم کی ایک آیت میں ایثار کے ایسے ہی بے نظیر واقعات کی طرف اشارہ ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ایسا ایثار کرنے والے ہیں کہ اپنی ضرورت خواہش اور شدید بھوک کے باوجود دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ (بخاری)

اس عظیم الشان حدیث میں کئی حقائق کی طرف اشارہ ہے مثلاً یہ کہ جس طرح باہر سے آنے والے رشتہ دار اور دوست مہمان ہیں اسی دین و مذہب کے لئے باہر سے آنے والا بھی مہمان ہے اور اسکی خاطر مدارات کرنا بھی ضروری ہے خواہ اس سے کچھ بھی واقفیت نہ ہو۔

دوسرے اگر مہمان آجائے اور غربت کی وجہ سے میزبان کچھ نہ کر سکتا ہو تو خود بھوکا رہے لیکن مہمان کو کھانا کھلا دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مہمان نوازی کی دینِ حق میں کس قدر اہمیت ہے۔ تیسرے صحابہؓ کے بے نظیر ایثار اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے تعلق فدائیت کی یہ ایک عجیب و غریب مثال ہے۔ صحابہؓ کس طرح اپنی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر اللہ تعالےٰ کے دین اور اسکی رضا کی خاطر قربانی پیش کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ یہ واقعہ اس کا ادنےٰ نمونہ ہے۔ یہی وہ ایثار اور اخلاص تھا جس نے "پھر تم اس کی نعمت سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے" انہیں ایسا نمونہ پیش کرنے کی توفیق دی جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

چوہدری شبیر احمد صاحب۔ وکیل المال اوّل

سادہ زندگی ۱ عالمی امن کی بنیاد

سادہ زندگی کی تلقین کرنا جسقدر آسان ہے اُسی قدر مشکل اسکی صحیح تعریف ذہن نشین کرانا ہے۔ رہن سہن میں سادگی۔ کھانے پینے میں سادگی۔ لباس میں سادگی یہ سب امور نسبتی امور ہیں۔ اگر کہا جائے کہ رہن سہن میں تکلفات سے پرہیز کرنا سادہ زندگی ہے تو ایک غریب کہہ سکتا ہے کہ میں پہلے ہی سادہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اسی طرح کھانے پینے میں تکلفات سے پرہیز اور لباس میں تکلفات سے پرہیز کے بارے میں بھی ایک غریب شخص سادہ زندگی کا مدعی بن سکتا ہے۔ پس سادہ زندگی کی ایسی تعریف جو سب پر چسپاں کی جا سکے قریباً ناممکن ہے

۲۔ اس مشکل کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اپنے نصب العین پر غور کریں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارا نصب العین ہم سے کس قسم کی طرزِ زندگی اختیار کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر ہم ان تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے۔ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے بھی اس حد تک دستکش ہو جاتے ہیں جس حد تک دستکش ہونا ضروری ہے تو ہم سادہ زندگی کا عملی نمونہ پیش کرنے والے شمار ہوں گے۔

۳۔ جماعت احمدیہ کے سامنے ایک عظیم الشان عالمگیر نصب العین ہے جس کے حصول کیلئے حقیقتاً اربوں ارب روپے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ماتحت یہ عظیم ذمہ داری اپنے پیارے .... کی چھوٹی سی جماعت کے کندھوں پر ڈالی ہے ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ اپنے پیارے خدا اور قادر مطلق آقا کی نگاہ انتخاب میں آگئے۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کیلئے آپ اپنے محبوب امام حضرت فضل عمر کی آواز پر کان دھریں اور خدا تعالےٰ کے انعامات کے وارث بنیں۔ آپ نے فرمایا "اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اسلئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں تاکہ جس وقت قربانی کیلئے خدا تعالےٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں"

"قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہو۔"

باقی ص۸ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات
ن - شین

وڈیو فون

کہتے ہیں کہ ٹیلیفون کرنے کا صحیح طریق یہ ہے کہ جب آپ کسی کو فون کریں تو جونہی دوسری طرف فون اٹھایا جائے آپ اپنا نمبر یا نام یا دونوں بتائیں کہ آپ کون ہیں۔ دوسری طرف بھی جو شخص رسیور اٹھاتا ہے وہ بھی بتائے کہ اسکا نمبر کیا ہے یا اس کا نام کیا ہے۔ تاکہ فون کرنے والے کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ صحیح جگہ فون کر رہا ہے۔ یعنی جس سے اس نے بات کرنی ہے اس کا فون نمبر مل گیا ہے۔ لیکن بعض اوقات لوگ ایسا نہیں کرتے فون کی گھنٹی بجی آپ نے فون اٹھایا آواز کچھ مانوس سی معلوم ہوئی نہ آپ نے نمبر پوچھا نہ نام اور باتیں کرنے لگے۔ باتیں کرتے کرتے یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ شائد یہ شخص وہ تو نہیں جو میں سمجھتا ہوں یہ تو کوئی اور ہے۔ موضوع مانوس سا تھا۔ اس لئے آپ باتیں کرتے رہے اور ٹیلی فون بند ہو گیا اب آپ نے یہ تو یقین کر لیا کہ فلاں شخص کا ٹیلیفون تھا۔ آپ اس سے ملے اور اس سے ٹیلیفون کا ذکر کیا۔ اور اس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے تو ایسا کوئی ٹیلیفون نہیں کیا یا یہ کہ آپ کے دل میں یہ بات کھٹکتی رہی کہ تھا کون۔ کس نے فون کیا تھا۔ ایسی بات آج سے پہلے میں نے کس کے ساتھ کی تھی۔ لیکن آپ کو یاد ہی نہیں آ رہا۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی آپ نے ٹیلیفون اٹھایا اور جب آپ نے نمبر بتایا تو ٹیلیفون کرنے والے نے یہ کہہ کر "سوری رانگ نمبر" رکھ دیا۔ یا ٹیلیفون کرنے والے نے آپ سے پوچھا "کیا آپ فلاں ہیں" اور یہ نمبر ہے آپ کا" آپ نے انکار میں جواب دیا۔ تو ٹیلیفون کرنے والے نے کہا "سوری رانگ نمبر" یا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے ٹیلیفون کیا آپ نے آواز بھی نہیں پہچانی آپ کو نمبر کا بھی نہیں پتہ چلا اور اس شخص نے آپ کے ساتھ ناشائستہ گفتگو شروع کر دی۔ آپ اسے بُرا بھلا کہہ رہے ہیں کہ تم ہوتے کون ہو۔ مجھے ایسی باتیں کہنے والے۔ اور وہ جو منہ میں آئے بولتا چلا جاتا ہے آپ فوراً فون رکھ دیتے ہیں۔ اور غصے کی حالت میں فون کرنے والے کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ ایسی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن اب ایک ایسی چیز تیار کر لی گئی ہے۔ کہ جس کو فون کیا جائے اسے فوراً آپ کے نمبر سے آگاہی ہو جائے یہ چیز سب سے پہلے تو یہاں (یورپ) میں ایجاد ہوئی لیکن اب امریکہ میں اس کا رواج بڑھ رہا ہے تو اس رواج کے ساتھ ساتھ اس پر تنقید کرنے والے بھی بڑھ رہے ہیں۔ تعداد میں زیادہ ہو رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ کیا بات ہوئی کہ میں نے فون کیا ہے میں تو اپنا پتہ نہیں دینا چاہتا آپ نے ٹیلیفون کے ساتھ ایک مشین لگا دی جس سے اسکے نمبر کا اظہار ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس طرح تو رازداری کا تیا پانچہ ہو جاتا ہے۔ فون کرنے والا بتانا نہیں چاہتا کہ وہ کون ہے اور دوسری طرف اس کا پتہ چل جاتا ہے لیکن جو لوگ اس کے حق میں ہیں کہتے ہیں کہ یہ تو نہایت کارآمد چیز ہے۔ اگر فون کی گھنٹی بجے اور آپ کو پتہ چل جائے کہ یہ آپ کا باس ہے تو یقیناً آپ اپنا گلا صاف کر لیں گے۔ اپنے آپ میں وہ قوت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ بات اعتماد کے ساتھ کریں تاکہ اس پر اچھا اثر پڑے اور اگر کسی دوست کا ہے تو نہایت آرام سے ساتھ اس کا جواب دیں گے۔ اور آپ کے جواب میں دوستی کی ایک جھلک ہو گی۔ آپ آرام کرسی پر ٹیک لگا کر بات کریں گے اور اس بات میں دوستی کی گرمی محسوس ہو گی۔ اگر آپ کو یہ پتہ چلے کہ یہ کوئی ایسا شخص ہے جو آپ سے بل کی رقم مانگتا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ فون کی گھنٹی بجنے دیں اور آپ خاموش رہیں۔ گویا آپ وہاں موجود ہی نہیں ہیں۔ اور موجود ہونے کے باوجود اسکو یہ یقین دلا دیں کہ بھئی ہم تو گھر پر نہیں تھے۔ اور اگر کوئی فون پر ناشائستہ گفتگو شروع کرے تو اسکے لئے بھی آپ تیار ہو جائیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس بات کی ضرورت پیش آ جائے کہ آپ پولیس میں رپورٹ کریں بہرحال اس بحث و تمحیص میں یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ بعض لوگ اسے پسند کرتے ہیں۔ بعض اس پر پابندی لگانا چاہتے ہیں بعض اس کو بالکل ختم کر دینا چاہتے ہیں بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں مقدمات بھی دائر کر دئیے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ وہ امریکی کانگریس تک رسائی حاصل کر کے اپنے خیال کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ کیلیفورنیا میں ایک قانون منظور کر لیا گیا ہے۔ جہاں پر یہ مشین BAN کر دی گئی ہے۔ یعنی اس پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ فون کی کمپنی ایسا کوئی انتظام کرے کہ اگر فون کرنے والا چاہے تو اسکے تشخص کا پتہ نہ چلے۔

اٹلانٹک بیل ٹیلیفون کمپنی جو یہ مشین ساٹھ ڈالر میں بیچتی ہے اور ماہوار کرایہ ۶ ڈالر وصول کرتی ہے کہتی ہے کہ دراصل یہ تو رازداری کا بہترین طریق ہے کسی نے آپ کو فون کیا۔ آپ کو پتہ چل گیا کہ کون ہے۔ اب آپ رازداری کو کام میں لا سکتے ہیں۔ چاہے تو بات کریں چاہے تو بات نہ کریں۔ خاص طور پر ایسے لوگوں سے جو ناشائستہ بات کرتے ہیں۔ تین ریاستیں جن میں یہ مشین لگائی گئی ہے ایک نیو جرسی ہے۔ اور وہاں پر اکتوبر ۱۹۸۸ء میں یہ مشین لگائی گئی تھی۔ وہاں پتہ چلا ہے کہ ایک سال میں ۸ لاکھ ۵۰ ہزار ناشائستہ فون ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر یہ جنسی گفتگو کرتے ہیں اور عورتوں سے بات کرتے ہیں گویا کہ اگر یہ مشین لگی ہو تو آپ اس گفتگو کو بھی بند کر سکتے ہیں۔ اور بذریعہ پولیس اسکا علاج بھی کر سکتے ہیں۔ کمپنی والے کہتے ہیں کہ ناشائستہ گفتگو کا مرض بہت زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ہڈسن کاؤنٹی نیو جرسی میں جہاں صرف ۶ فی صد لوگوں نے یہ مشین لگوائی ہے وہاں پر ناشائستہ فون ۵۰ فی صد تک کم ہو گئے ہیں اور اسی طرح آگ لگنے کی غلط اطلاعیں تو بالکل ہی ختم ہو گئی ہیں۔ ...۳۶ ایسے افراد ہیں جنہوں نے ہڈسن کاؤنٹی میں یہ مشین لگوائی ہے۔ ان میں سے ۹۱ فی صد لوگوں نے اپنے گھروں میں لگوائی۔ باقی ۹ فی صد یا پولیس میں ہے یا فائر بریگیڈ میں ہے۔ یا اور ایسے محکموں میں جو جانیں بچانے کی سعی کرتے ہیں۔ یا سکولوں میں اور گورنمنٹ کے دفاتر میں۔

ٹیلیفون کی اس مشین کے متعلق جو بحث و تمحیص جاری ہے اس نے بعض دوسری اشیاء کی طرف بھی توجہ پھیر دی ہے مثلاً میری لینڈ کی ریاست میں بغیر کسی کے مانگے کسی کو فیکس کا پیغام بھیجنا ممنوع ہے۔ کیونکہ دیکھا گیا کہ وہاں یہ لوگ مشتہرین کے موکلوں کو از خود ایسے پیغام بھیج کر مارکیٹ کی تجارت کا رخ بدل دیتے تھے۔ ایسے قوانین کیلئے مرکزی حکومت اور کئی ریاستیں غور کر رہی ہیں کہ وہ بھی ایسے قوانین پاس کریں۔ اگرچہ سب سے زیادہ بحث ٹیلیفون کے متعلق ہی ہو رہی ہے۔ اب آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ یہ مشین ذریعہ فون کہلاتی ہے۔ یعنی فون پر نظر آ جانے والی۔

ایک خبر

۲۸ فروری ۱۹۹۰ء کے "ندا" میں مقبول الرحیم مفتی لکھتے ہیں: "عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و عظمت کی تگ و دو میں زندگی گزارنے والے اس درویش کو اللہ نے موت بھی دی تو اسی راہ میں۔ تحصیل اٹک میں ایک قادیانی خاتون کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ علاقے کے کچھ دیندار لوگوں نے اس مسئلے کو اٹھایا تو مقامی آبادی کی طرف سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ اگر بریلوی مکتبہ فکر کا کوئی عالم دین اس تدفین کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دے تو ہم بھی ساتھ دیں گے۔ مولانا رمضان علوی یہی فتویٰ حاصل کرنے کے لئے منگل ۱۶ جنوری کی شام کو نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اپنی مسجد سے نکلے اور تانگے میں سوار ہوئے۔ ان کی منزل مری روڈ پر کوہاٹی بازار کے نزدیک واقع بریلوی مکتب فکر کے عالم مولانا قاضی اسرار الحق کی مسجد تھی۔ لوڈشیڈنگ کے اندھیرے میں کوہاٹی بازار کے موڑ پہ تانگے سے اتر کر مری روڈ پار کر رہے تھے کہ ایک کار کی زد میں آ گئے۔ بازو اور سر پہ معمولی چوٹیں آئیں۔ فوری طور پہ قریب ہی واقع جنرل ہسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے ضروری مرہم پٹی کے بعد گھر جانے کی اجازت دے دی۔ رات خیریت سے گزر گئی، بدھ کا دن بھی انہوں نے گھر پر آرام کرتے ہوئے گزارا بدھ کی شام اپنے ایک مداح ڈاکٹر چیمہ کی دعوت پہ معائنہ کروانے ان کے مطب میں گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ چند روز کے لئے ہسپتال داخل ہو جائیں میں تفصیلی معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس معائنے کی نوبت نہ آ سکی۔ جمعرات کی رات گیارہ بجے تک ہسپتال میں بچوں سے باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد چہرے پہ ورم آنا شروع ہوا" اور اس سے آگے وہ اطلاع دیتے ہیں کہ دو اڑھائی گھنٹے کی خاموشی کے بعد فوت ہو گئے۔

جملہ خریداران الفضل اپنے خریداری نمبر کے ساتھ ساتھ پوسٹ کوڈ نمبر سے بھی مطلع فرمائیں
(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

رفیق الرحمن انور

محترم مولوی عبدالرحمن صاحب انور

گذشتہ دنوں ایک حدیث نبوی ﷺ نظر سے گذری کہ:

"اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیوں کا ذکر کیا کرو"

تو خیال پیدا ہوا کہ ایک ایسی ہستی کا ذکر کروں جس نے اپنی زندگی کے پچاس سال سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرتے ہوئے ایسے گذارے کہ تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئے۔

اس ہستی کا نام مولوی عبدالرحمن انور تھا۔ آپ میرے دادا تھے۔

محترم دادا جان مئی ۱۹۰۶ء کو کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی تھے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے رفقاء میں سے تھے۔ محترم دادا جان اپنی پیدائش سے متعلق اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"کچھ عرصہ بعد عمر زیادہ ہوئی تو دینی معلومات کے نتیجہ میں (حضرت بانی سلسلہ عالیہ) کے زمانے کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوا تو حسرت ہوئی کہ کاش میری پیدائش بھی (حضرت بانی سلسلہ عالیہ) کے زمانے میں ہوتی تا اس زمانے کی بابرکت ہوا میرے جسم کو چھوتی اور اس برکت سے بہرہ ور ہو جاتا۔ بظاہر یہ حسرت پوری ہوتی نظر نہیں آتی تھی مگر بعد کی زندگی میں حضرت فضل عمر اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ ایسے ایسے مواقع میسر آئے کہ ایسی حسرت کا خیال جاتا رہا۔

محترم مولوی عبدالرحمن انور صاحب نے مدرسہ احمدیہ قادیان سے ۱۹۲۶ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور پھر میانی ضلع سرگودھا میں بطور عربی ٹیچر سرکاری ملازمت کی۔

جب ۱۹۲۸ء میں حضرت فضل عمر نے احباب جماعت کو خدمتِ دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک کی تو آپ نے حضور کی خدمت میں زندگی وقف کرنے کی درخواست پیش کر دی اور سرکاری ملازمت چھوڑ آئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ آپ خدمتِ دین کے لئے کئی کئی ماہ گھر سے باہر رہتے اور بستی بستی گاؤں گاؤں اس نیک مقصد کی خاطر سفر کرتے۔ تنگدستی کا عالم تھا لیکن آپ کو خدمتِ دین کا جنون تھا۔ یہ تنگدستی کبھی آپ کے جنون کی راہ میں حائل نہ ہوئی اور اس نیک مقصد کی خاطر پیدل ہی چل کھڑے ہوتے۔ ان سفروں میں جہاں خدمتِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے وہاں رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے رابطہ کرنا بھی آپ کا خاص شوق رہا۔ ان رفقاء سے پرانی اور یادگار باتیں سنتے اور ریکارڈ بنا کر رسالہ الحکم میں ارسال کر دیتے۔ یہاں میں آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ کا ذکر بھی کرتا چلوں جنہوں نے آپ کا خدمتِ سلسلہ عالیہ کے بابرکت کام میں ہر قدم پر بھرپور ساتھ دیا۔ آپ کے شوق، لگن اور جذبہ کی ہمیشہ قدر اور حوصلہ افزائی کی۔ ایک موقعہ پر آپ کی بیگم صاحبہ نے زیور بیچ کر محترم دادا جان کو سائیکل اور کیمرہ کیلئے رقم مہیا کی۔ اس طرح سے محترم مولوی صاحب کو مزید اچھے رنگ میں کام کی توفیق ملی۔ آپ نے تقریباً پچاس رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے رابطہ کر کے ان کی باتیں بطور ریکارڈ اخبار الحکم میں ارسال کیں اور ان میں سے بیشتر کی تصویریں بھی کھینچیں۔

امامت کی اطاعت کا مادہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بچپن ہی سے حضرت امام جماعت کی ہر نصیحت پر عمل کرنا آپ کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ جن دنوں آپ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو ایک مرتبہ حضرت فضل عمر نے طالب علموں کو باقاعدہ ڈائری لکھنے کی نصیحت فرمائی تو آپ نے اسے ساری عمر کیلئے عادت بنالیا۔ آپ کی زندگی میں ایک ترتیب اور باقاعدگی تھی ہر کام ترتیب اور ربط سے کرتے اور باقاعدہ کرتے۔ ہر چھوٹی بڑی بات خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق۔ باقاعدگی سے ڈائری میں نوٹ فرماتے اور ہر ڈائری کے شروع میں انڈکس ضرور بناتے سلسلہ کی چلتی پھرتی تاریخ تھے۔ ہر بات معین اور مکمل لکھتے۔ اپنے شروع کے تین سالہ خدمات سلسلہ کا ایک جگہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس دور میں میں نے کل ۲۲۸۱۷ میل کا سفر کیا۔ جس میں سے ۵۲۰ میل کا پیدل اور ۲۰۲ میل کا بذریعہ سائیکل۔ کل ۳۴۳ جماعتوں کے دورے کئے اور ۵۴۲ جماعتوں میں تربیتی امور پر لیکچر دئے۔"

آپ منکسر المزاج انسان تھے۔ سلسلے کا ہر چھوٹا بڑا کام ذاتی دلچسپی، شوق، لگن اور اخلاص سے کرتے۔ ۱۹۲۳ء میں حضرت فضلِ عمر نے بیت الفضل لائلپور (جسے اب فیصل آباد کہتے ہیں) کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا تو آپ کو انتظامات کی نگرانی کیلئے بطور مرکزی نمائندہ بھجوایا گیا۔ شوق کا یہ عالم تھا کہ ضلع بھر کی بیشتر جماعتوں کو خود سائیکل پر جا کر اطلاع کی۔ اسی دوران خیال پیدا ہوا کہ سنگِ بنیاد کے موقعہ پر جس تختی کی نقاب کشائی کرنی ہے۔ اس کی تحریر بھی حضرت فضلِ عمر سے لکھوائی جائے تو واپس قادیان کا سفر اختیار کیا۔ جب بٹالہ پہنچے تو قادیان کی گاڑی چھوٹ چکی تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ آپ پیدل ہی فجر سے پہلے قادیان پہنچ گئے۔ حضور سے تحریر حاصل کی اور واپسی پر لاہور سے تختی لکھوائی اور تقریب سے قبل ہی لائلپور (فیصل آباد) پہنچ گئے۔

آپ کو حضرت فضلِ عمر کے قرب میں ایک لمبا عرصہ کام کرنے کی توفیق ملی۔ اس طویل قرب نے آپ کی شخصیت پر بہت گہرے نقوش چھوڑے۔ پیارے آقا کو بھی آپ سے بڑی محبت تھی۔ جس کا اظہار مختلف مواقع پر آپ کی تعریف کر کے کیا۔ حضور کی زبان مبارک سے آپ کی تعریف میں ایسے ایسے فقرے بیان ہوئے کہ جن سے محترم انور صاحب کی ہمت لگن۔ اخلاص۔ محنت اور فدائیت کا واضح اظہار ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت فضلِ عمر نے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کیلئے نمایاں مربیان سلسلہ کے نام منگوائے تو حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے دس بارہ نام حضور کی خدمت میں پیش کئے مگر حضور نے تمام نام نامنظور فرما دئے۔ اس پر حضرت سید صاحب نے آپ کا نام پیش کیا تو حضور نے نام منظور فرما دیا تو حضرت سید صاحب کو اطمینان ہوا۔ ایک موقع پر حضرت سید صاحب نے محترم دادا جان سے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا جو آپ کی ڈائری میں بھی درج ہے کہ:

"مجھے خوشی ہے کہ میرا انتخاب تمہارے متعلق اچھا رہا کیونکہ حضور نے کسی غلطی کو نمایاں نہیں کیا (خدا کا شکر ہے) کہ تم حضور کی منشاء کے مطابق کام کر رہے ہو اور حضور تم پر مطمئن ہیں۔ تم نے آج میری عزت رکھ لی۔"

ایک مرتبہ مکرم مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق مربی سوئٹزرلینڈ سے گفتگو کے دوران حضرت فضلِ عمر نے آپ کی تعریف ان الفاظ میں کی:

"..... وہ انگریزی بھی پوری طرح نہیں جانتے مگر کئی انگریزی دان گریجویٹوں سے بڑھ کر اچھا کام کرنا شروع کر دیا ہے اور محنت سے اس کمی کو پورا کر لیا ہے۔"

حضرت فضلِ عمر نے جماعت کے لئے تحریک جدید کو جاری فرمایا تو ابتدائی ایام میں آپ ہی کو بطور انچارج تحریکِ جدید نامزد فرمایا۔ اس عہدہ پر آپ نے دس بارہ سال خدمات سرانجام دیں۔ اس نئے شعبہ کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنے کا کام آپ نے بہت سخت محنت اور جاں فشانی سے کیا۔ جس کا اثر آپ کی صحت پر بھی پڑا۔ تحریک جدید کو آپ نے ایسی مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا کہ اس کا اعتراف تحریک جدید کے مندرجہ ذیل ریزولیشن میں نمایاں طور پر پایا جاتا ہے جو حضرت فضلِ عمر کے ارشاد پر ۱۹۵۱ء میں پاس کیا گیا جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ:

"مولوی صاحب موصوف نے گیارہ بارہ سال سوائے وکالت مال کے سارا کام اکیلے کیا۔ وہ ابتدائی تنظیم کی حالت تھی..... ذمہ داری کا کام تھا اور مولوی صاحب نے اپنی استطاعت کے مطابق بہت اچھا نبھایا۔ تحریکِ جدید مولوی صاحب کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور بطور اظہارِ تشکر ان کے لئے مبلغ -/۷۵ روپے ماہوار پنشن تاعمر مقرر کرتی ہے اور اس امر کا اظہار کرنا چاہتی ہے کہ تحریک جدید سے تعلق رکھنے والے تمام افراد ان کی خدمات کا اقرار کرتے ہیں۔" اس کے بعد آپ کی خدمات صدر انجمن کو منتقل کر دی گئیں۔

حضور کے ارشاد پر ایسی نوازش اور ایک ایسے انعام سے نوازنا اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسا ہے کہ شاید کسی اور کے حصہ میں اس کا عشر نہیں آیا۔ حضور کی طرف سے یہ -/۷۵ روپے کا انعام آپ کو زندگی بھر کے لئے مقرر کیا گیا جس کا آپ کے الاؤنس سے کوئی تعلق نہ تھا۔

محترم دادا جان کی شخصیت میں امام جماعت کی اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ حضور کی ہر بات کو حکم جانتے اور بلا تردد اس پر عمل پیرا ہو جاتے۔ حضرت فضلِ عمر کے واقعات نصائح۔ کام اور قرب کے روحانی لمحات کا تذکرہ کرنا آپ کی عادت میں شامل ہو گیا تھا۔ حضرت فضلِ عمر نے ہر اچھے برے وقت میں موقعہ کی مناسبت سے آپ کے جذبات کا خیال رکھا۔ آقا کی طرف سے ان بندہ نوازیوں کا ذکر کر کے آپ ہمیشہ جذباتی ہو جاتے۔ ۱۹۵۱ء میں جب آپ کے والد حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی کی وفات ہوئی تو ان دنوں حضور نے ربوہ میں کچے مکانات سے پکے مکان میں منتقل ہونا تھا۔ جب ٹرک حضور کا سامان پہنچانے کے لئے آیا تو حضور نے سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کو ارشاد فرمایا کہ:

"آج ہم مکان نہیں تبدیل کریں گے۔ کیونکہ آج انور صاحب کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔"

جماعت کے ایک خادم کے لئے آقا کی ان الفاظ میں دلجوئی کسی بھی بڑے اعزاز سے کم نہیں۔

دنیاداری آپ کی شخصیت کا کبھی بھی حصہ نہ بنی ہر کام سے پہلے اس کے مذہبی محرکات پر

باقی صفحہ ۷ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطاء الکریم شاہد

بسلسلہ یاد رفتگان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دینی، روحانی اور اخلاقی ترقی کی غرض سے فطرتِ انسانی کی تربیت کے مختلف پہلوؤں کے بارہ میں باریک در باریک حکمتوں کے پیشِ نظر ارشاد فرمایا ہے "اپنے فوت شدگان کی خوبیوں کو بیان کرو مگر اُن کی کمزوریوں کے بیان سے رُکے رہو"۔ (ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی بحوالہ جامع الصغیر)

سیدنا رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک میں واضح اشارہ ہے کہ اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہونیوالے بزرگوں، عزیزوں اور دوستوں کے حالاتِ زندگی اور سیرت و شمائل احبابِ جماعت کے سامنے بار بار آتے رہنے چاہئیں کیونکہ فوت شدگان کا اپنی زندگی میں نیک نمونہ، استقامت اور دیگر اخلاقِ کریمانہ آنیوالی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہ واقعات مختلف جہات سے تبلیغی اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا "ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے"۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۸۷) اسی طرح جب آپ نے دہلی میں حضرت خواجہ میر درد کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کی تو کتبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

"کتبہ لکھنا شریعت میں منع نہیں ہے اس میں بہت سے فوائد ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)

یہ امر خوش کن ہے کہ روزنامہ الفضل کے دورِ جدید میں یادِ رفتگان کے عنوان سے فوت شدہ بزرگوں کے حالاتِ زندگی ایک بار پھر شائع ہونے شروع ہوئے ہیں۔ یہ حالات قلمبند کرنے اور انہیں پڑھ کر استفادہ کرنیوالوں کی روز افزوں دلچسپی بڑی بابرکت ہے۔ اور یہ بڑا موزوں موقعہ ہے کہ ان حالات و کوائف کو تحریر کرنیوالوں کی ذمہ داری کی طرف انہیں توجہ دلائی جائے۔ چنانچہ روزنامہ الفضل نے یکم مارچ ۱۹۹۰ء کو صفحہ ۷ پر لکھا "ادارہ الفضل کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وفات یافتگان کے سلسلہ میں واقعات یا تاریخوں کو چیک کر سکے۔ یہ تمام ذمہ داری مضمون لکھنے والوں پر ہے مہربانی فرما کر اس کا خیال رکھیں"۔

آنیوالی نسلوں کے سامنے اپنے بزرگوں کی روشن مثالیں بار بار پیش کرنے کی ضرورت اب پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ افضالِ الٰہی کی پیہم بارش کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پے در پے بابرکت ترقیات کے ایک عظیم الشان انقلابی دور میں داخل ہو چکی ہے۔ ان حالات میں یہ امر از بس ضروری ہو چکا ہے کہ ہم اپنے فوت شدہ بزرگوں، بھائیوں اور دوسرے عزیزوں کے حالات و کوائف پوری چھان بین اور تحقیق کے مختلف ذرائع بروئے کار لانے کے بعد ضبطِ تحریر میں لائیں تا ان کی استقامت اور عزیمت کے بابرکت تذکرے اپنی تفصیلات اور جزئیات کی حد تک بھی مستند واقعات، صحیح سنین اور حقائق کے درست ترین بیان پر مبنی ہوں۔ اس احتیاط کی ضرورت مختلف پہلوؤں سے اظہر من الشمس ہے۔ اوّل اس لئے کہ اعلیٰ درجہ کا سچ یعنی قولِ سدید ہمارا شعار ہے کیونکہ ہمیں دنیا بھر میں راستی کے قیام کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ دوم اس لئے کہ سلسلہ یادِ رفتگان کے تحت شائع ہونیوالے مضامین اپنے دیگر افادی پہلوؤں کے علاوہ سلسلہ کی تاریخ کا ماخذ ہیں۔ اپنے وفات یافتگان کے بارے میں لکھنے والے بھائی اور بہنیں جس طرح آج اپنے عزیزوں، دوستوں اور غیر از جماعت احباب سے دریافت کر کے نیز متعلقہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد کے تجزیہ سے مختلف واقعات کی چھان پھٹک کر سکتے ہیں۔ کل اور آئندہ زمانہ میں وہ بوجوہ ممکن نہ ہو گی۔ اہم حالات و واقعات کی تفصیلات آج تو آسانی سے دستیاب ہو سکتی ہیں لیکن آئندہ یہ مرحلہ بھی وقت گزرنے کے ساتھ دشوار سے دشوار تر ہوتا چلا جائے گا۔

تاریخی امور کے بیان میں صحت کی اہمیت کو حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے بار بار مختلف رنگوں میں جماعت کے سامنے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کے بیان فرمودہ مندرجہ ذیل تین ارشادات اس سلسلہ میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

۱:۔ "ہماری چھوٹی چھوٹی غلطیاں بھی دین کے حق میں بڑی خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں اور ہمارے قدم کی ذرا سی لغزش اس قدر نقصان پہنچا سکتی ہے جو صدیوں میں بھی دور نہ ہو سکے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء صفحہ ۴)

۲:۔ "ہماری غلطی بھی لاکھوں انسانوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے اور ہماری اچھی بات لاکھوں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء صفحہ ۷)

۳:۔ "ہمارے کام آج ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سال تک ان کا اثر چلتا چلا جائے گا اور دنیا کی نگاہیں اُن پر ہوں گی۔ اور اگر ہم کسی کام کو چھپانا بھی چاہیں گے تو وہ نہیں چھپے گا بلکہ تاریخ کے صفحات پر ان واقعات کو نمایاں حروف میں لکھا جائے گا"۔

(الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۶۱ء)

ان گرانقدر ارشادات کی روشنی میں احبابِ جماعت سے بجا طور پر توقع ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور عزیزوں کے حالات قلمبند کرتے ہوئے ہر ممکن احتیاط ملحوظ رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

حامد کریم محمود
مربی بلجیئم

بلجیئم

ننانوے لاکھ کی آبادی پر مشتمل ملک بلجیئم کا رقبہ صرف تیس ہزار پانچسو سات مربع کلو میٹر ہے۔ لیکن اسے "یورپ کا دل" کہا جاتا ہے یورپین اقتصادی برادری جس میں بارہ ممالک شامل ہیں یعنی E.E.C کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے اسی طرح دفاعی معاہدہ N.A.T.O نیٹو کا بھی یہ مرکز ہے۔ سرکاری مذہب اگرچہ کیتھولک ہے لیکن عوام عام طور پر صرف برائے نام عیسائی ہیں۔ عیسائیوں کے دیگر فرقے بھی مصروفِ عمل ہیں۔ مسلمان اور یہودی بھی اس ملک میں نمایاں تعداد میں موجود ہیں۔ مسلمان زیادہ تر شمالی افریقہ کے ممالک بالخصوص مراکش سے تعلق رکھتے ہیں جو قریباً ربع صدی قبل محنت مزدوری کیلئے آئے تھے ان کا تعلق زیادہ تر مالکی فقہ سے ہے۔

ذرائع معیشت اس ملک کے زراعت اور صنعت و تجارت ہیں۔ زراعت میں اجناس شکر بنانے کیلئے چقندر اور دیگر ڈیری کی مصنوعات دودھ، مکھن پنیر اور گوشت وغیرہ شامل ہیں۔ صنعت میں فولاد کپڑا سازی کیمیکل اور الیکٹرانک شامل ہے۔ ان تمام مصنوعات کی برآمد سے اس ملک کی اقتصادیات کو خاطر خواہ سہارا ملتا ہے۔ ملک کی کرنسی فرانک کہلاتی ہے۔ جو آجکل کے ریٹ کے لحاظ سے B.Fr. 40/- = $1/- یا 60/- = £1/- یا 2/50 = Pak Re. 1/- کے برابر ہے۔ زراعتی اور صنعتی لحاظ سے صفِ اوّل کے ممالک میں شامل ہونے کے باوجود اس ملک کو جدید اقتصادی مسائل، بیکاری اور دیگر معاشرتی خرابیوں کا بھی سامنا ہے۔

علاقائی لحاظ سے یہ ملک نو صوبوں پر مشتمل ہے۔ لیکن ملک کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ شمال مغربی علاقہ فلیمش علاقہ کہلاتا ہے۔ قوم کا بھی یہی نام ہے۔ جو فلیمش زبان بولتی ہے۔ یہ زبان قریباً ڈچ زبان ہی ہے۔ کچھ لہجہ کا فرق ہے جنوب مشرقی علاقہ "والونی" کہلاتا ہے۔ قوم کا نام "والون" ہے جو فرانسیسی زبان بولتی ہے۔ ملک کی یہی دو بڑی زبانیں اور بڑی قومیں ہیں۔ علاقائی اور زبان کا تعصب اس انفرادی لحاظ سے مہذب قوم کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس پر بہت جھگڑے ہوتے ہیں۔ حتّٰی کہ زبان کے مسئلہ پر ماضی میں کئی حکومتیں مستعفی ہو چکی ہیں ملک کے مشرق میں جو علاقہ جرمنی کے ساتھ ملتا ہے۔ وہاں جرمن زبان بھی بولی جاتی ہے غیر ملکی باشندوں میں مراکشی لوگوں کے علاوہ اٹلی سپین ترکی البانی یوگوسلاو اور پاکستان کے بھی کچھ لوگ موجود ہیں۔ جو زیادہ تر ملازمت یا تجارت کرتے ہیں۔

جمہوری پارلیمانی نظامِ حکومت کے ساتھ ساتھ بادشاہت بھی ہے۔ بادشاہ KING BODOUIN اور آپکی ملکہ FABIOLA کی سادگی کی وجہ سے بیلجیم قوم میں خاصی عزت ہے۔

ملک کے معاشرتی حالات اور سوسائٹی کی عمومی حالت یورپ کے دیگر ممالک کی معاشرتی حالت سے مختلف نہیں۔ سوسائٹی کے عمومی مسائل بھی وہی ہیں جو یورپ کے مادی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک کے مسائل ہیں۔ مادیت پرستی اور مشین کیساتھ انسانوں کا بھی مشین بن جانا۔ معاشرتی خرابیاں مثلاً طلاق کا عام ہونا۔ بچوں کی طرف سے والدین اور والدین کی طرف سے بچوں کی بڑھتی ہوئی بے اعتنائی اسی طرح قسما قسم کے نشوں کا استعمال اور اس کے ساتھ لازم و ملزوم خرابیاں مذہب سے دوری اور عدم دلچسپی عام ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

غور کرتے۔ ہماری محترمہ دادی جان کی وراثتی زرعی زمین کا ایک قطعہ ضلع گوجرانوالہ میں تھا۔ جس پر چند غیر متعلقہ افراد نے قبضہ کر کے کاشتکاری شروع کر دی تو بعض لوگوں نے محترم دادا جان سے رابطہ کیا اور زمین کا کلیم دائر کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر آپ نے ایسا نہ کیا اور اس بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار ڈائری میں یوں کرتے ہیں کہ!

"ان دنوں ربوہ میں تعمیرات کا کام زور وشور سے ہو رہا تھا۔ جس کی نگرانی کا کام حضور نے میرے سپرد کیا ہوا تھا۔ زمین کو اپنے نام رکھنے کے لئے حضور کے کام چھوڑ کر آنا جانا پڑتا۔ یہ مناسب نہیں کہ دنیاداری کی خاطر مختلف بہانے کرنے پڑیں۔"

آخر میں میں محترم ثاقب زیروی صاحب کے ان الفاظ میں مضمون کو ختم کرتا ہوں جو انہوں نے محترم دادا جان کی وفات پر آپ کے بارے میں تحریر فرمائے تھے کہ!

"وہ خلوص کا مرقع اور (دینی) اخوت کی جان تھے۔ طبیعت میں فطرت کی طرف سے لطیف مزاح نے محبت اور پیار کی بارش کر دی۔ خطوں کے جواب ڈھیروں دعاؤں سے دیتے۔ صاف گو اور باقاعدہ قسم کے انسان تھے۔ ایک صابر وشاکر انسان جیسے میرے کانوں نے کبھی کسی قسم کا شکوہ کرتے نہیں سنا۔ ہمیشہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے سلسلہ کی چلتی پھرتی تاریخ تھے۔ ایسی تاریخ کہ جس میں زیر وزبر کا مبالغہ نہ تھا۔ دامن میں بہت کچھ تھا لیکن اس نے اپنے اس بھرپور دامن کی کبھی نمائش نہ کی۔ جو بندوں کی طرف سے قدر ومنزلت کے لئے کبھی مضطرب دکھائی نہ دیا۔ جس نے اپنی خدمات جلیلہ کو کبھی نمود ونمائش کے لئے نہ اچھالا۔ البتہ اضطراب رہا تو یہ کہ اب بصارت ساتھ نہیں دے رہی۔ اب مجبوراً بے کار رہنا پڑتا ہے ورنہ یہی تو دن ہیں زیادہ سے زیادہ خدمتوں کے۔"

خدا کرے کہ ایسے نیک بندے ہمیشہ اس دنیا کو روشنی دیتے رہیں اور زمین ہمیشہ ان کی ذات پر فخر کرتی رہے۔ احمدیت کے یہ انمول موتی آنے والی نسلوں کے لئے ہمیشہ راہ مستقیم دکھاتے رہیں اور احمدیت کا یہ مقدس گلشن ان پیارے اور معصوم پھولوں سے سجتا رہے۔ یہی لوگ دنیا کا نمک ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہم سب کا انجام بخیر ہو۔

اعلانات

اعلان نکاح

○ مورخہ ۲۸ جنوری ۹۰ء کو مکرم طارق محمود دیو چوہدری ابن چوہدری محمود احمد صاحب کاہلوں دار السعد شمالی ربوہ کا نکاح عزیزہ کشور طاہرہ صاحبہ بنت چوہدری محمد خورشید انور صاحب امیر جماعت نارووال سے بعوض مبلغ پچاس ہزار روپیہ حق مہر مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بیت المبارک میں پڑھا۔

○ مکرم مسعود احمد خاں صاحب ابن مکرم بشارت احمد خاں صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ ماجدہ تبسم صاحبہ بنت رانا خلیل احمد خاں صاحب فیکٹری ایریا ربوہ سے مبلغ -/۳۱۰۰۰ روپے حق مہر پر مورخہ ۲۵ مارچ ۹۰ء کو بیت الناصر ربوہ میں محترم مولانا شیخ نور احمد صاحب منیر نے پڑھایا۔

عزیز مسعود احمد خان محترم چوہدری برکت علی خاں صاحب سابق وکیل المال اول کے پوتے ہیں اور عزیزہ ماجدہ تبسم محترم جمعدار نعمت اللہ خاں صاحب آف مانسہرہ کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔

تقریب شادی

○ محترمہ نصرت شاہین صاحبہ بنت مکرم چوہدری عبد الرحیم صاحب مجاہد آف ساہیوال کا نکاح مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو چوہدری خالد نعیم صاحب ابن مکرم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب عزیز آف رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہمراہ بعوض ۲۵ ہزار روپے حق مہر مکرم مولوی لطیف احمد صاحب نے پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس کے اختتام پر مکرم حمید اللہ صاحب خالد مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔

عزیزہ نصرت شاہین صاحبہ ہمارے اسیر راہ مولیٰ بھائی مکرم عبد القدیر صاحب کی ہمشیرہ ہیں۔

○ مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن محمود صاحب (نائب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ) ابن مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب ربوہ کی شادی محترمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم عبد المنان صاحب شکور پارک ربوہ سے مورخہ ۹ مارچ ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ نکاح کا اعلان مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے ۲۶ جنوری ۹۰ء کو بیت المبارک ربوہ میں بعوض بیس ہزار روپے حق مہر کیا تھا۔

بعد نماز جمعہ تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ محترم مولوی محمد حسین صاحب رفیق حضرت اقدس نے دعا کروائی۔ اگلے روز ۱۰ مارچ کو ایوان محمود ربوہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے مکرم مسعود احمد صاحب دار العلوم غربی کو مورخہ ۱۸ مارچ ۹۰ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے بچی کا نام بدیعہ مسعود رکھا گیا ہے۔ یہ بچی مکرم چوہدری نور محمد صاحب سابق کارکن نظامت جائیداد کی پوتی ہے اور مکرم چوہدری عبد الحمید صاحب آف کراچی کی نواسی ہے۔

○ مکرم شیخ محمد انور صاحب قائد علاقہ ملتان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۰ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی پیدائش سے قبل وقف ہے۔ حضور نے حبۃ النصیر نام عطا فرمایا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو درازیٔ عمر عطا کرے۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

۴۔ اس ولولہ انگیز خطاب کے نتیجہ میں ایک امیر شخص اپنے حالات کے مطابق اور غریب اپنے حالات کے مطابق فضول خرچیوں سے اجتناب کرتے ہوئے اپنی پونجی ایک عظیم الشان عالمگیر نصب العین کی خاطر اپنے امام عالی مقام کے قدموں میں نچھاور کر سکتا ہے۔ پس سادہ زندگی کی تحریک کو معمولی تحریک نہ سمجھا جائے حقیقت یہ ہے کہ

"دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔"

ملفوظات
جلد نہم صفحہ ۳۰۱

مشاعرہ

ایک جگہ بعض شاعرانہ مذاق کے دوست ایک باقاعدہ انجمن مشاعرہ قائم کرنا چاہتے تھے اس کے متعلق حضرت سے دریافت کیا گیا

فرمایا

"یہ تضیع اوقات ہے کہ ایسی انجمنیں قائم کی جاویں اور لوگ شعر بنانے میں مستغرق رہیں۔ ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی شخص ذوق کے وقت کوئی نظم لکھے اور اتفاقی طور پر کسی مجلس میں سنائے یا کسی اخبار میں چھپوائے۔ ہم نے اپنی کتابوں میں کئی نظمیں لکھی ہیں مگر اتنی عمر ہوئی آج تک کبھی کسی مشاعرہ میں شامل نہیں ہوئے۔ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کوئی شاعری میں اپنا نام پیدا کرنا چاہے۔ ہاں اگر حال کے طور پر نہ صرف قال کے طور پر اور جوش روحانی سے اور نہ خواہش نفسانی سے کبھی کوئی نظم جو مخلوق کے لئے مفید ہو سکتی ہو لکھی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر یہی پیشہ کر لینا ایک منحوس کام ہے۔"

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام -/۱۵ روپے
۶۰ گرام -/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاج معالجہ میں ایک غلط رجحان اور اس کا سدِّباب

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ سادہ زندگی اختیار کرنے کا ہے۔ اس کے ماتحت تحریک جدید کے مطالبات پیش کرنے والے مقدس وجود حضرت فضل عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"ڈاکٹر اس بات کا عہد کر لیں کہ اپنا سارا زور لگائیں گے کہ روپوں کا کام پیسوں میں ہو اور جب تک وہ یہ نہ سمجھیں کہ بغیر قیمتی دوا کے جان کے نقصان کا احتمال ہے۔ اس وقت تک قیمتی ادویہ پر خرچ نہ کروائیں گے"۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو

(ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

۱۔ "ایک ایسی جماعت پیدا ہو جانی چاہیئے پاکستان میں جس کا اپنے AGE GROUP کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں جو میٹرک پاس نہیں ہے"۔

۲۔ "اس سے بھی اہم دعا یہ کریں اپنے رب سے کہ اے خدا! مرزا ناصر احمد کی یہ خواہش ہے کہ اگلے سو سال میں ایک ہزار انتہائی غیر معمولی ذہین سائنسدان جماعت احمدیہ کو ملے تو اس خواہش کو پورا کر"۔
تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء

۳۔ "میں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ وسعت کے لحاظ سے جب تک وسعت نہیں ہو گی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہو گی۔ جتنا اونچا مینار لیکر جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر بچے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے"۔ خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۰ء

۴۔ "قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور اس میں بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کیلئے ہمارا ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے"۔ (خطبہ جمعہ مئی ۱۹۸۱ء)

(مرسلہ مہتمم امور طلبہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

"اپنے ایمانوں کو بڑھاؤ۔ اپنے تفرقے دُور کرو۔ اور ذکر الٰہی کثرت سے کرو"۔ (حضرت فضل عمرؓ)

فینسی کپڑا اور عمدہ ڈیزائن دستیاب ہے
بازار سے بارعایت خرید فرمائیں
چوہدری
کلاتھ ہاؤس
گول امین پور بازار
نزد کریم میڈیکل ہال۔ فیصل آباد

پائیدار ، پورا وزن ، زیادہ طاقتور
فیکٹو سیمنٹ دستیاب!!
چھت بازار۔ ربوہ
بالمقابل لنگر خانہ نمبر ۲

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حب اطہر اعر پیش کرنے والا مصروف خدمت
ادارہ
مشہور زمانہ
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۲۲ ، ربوہ فون نمبر ۹۰۶
قلعہ کالروالا ، ملتان ، کراچی

خبریں

ملکی خبریں

○ وفاقی کابینہ کے اجلاس میں ایک وزیر اعلیٰ کی اس دھمکی پر غور کیا گیا۔ جسمیں انہوں نے کہا ہے کہ وہ قیمتوں میں اضافے کے خلاف ہڑتال کروائیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے مشیر مسٹر اقبال ٹکا کو برطرف کر دیا ہے۔ جبکہ مسٹر اقبال ٹکا کا کہنا ہے کہ انہوں نے خود استعفیٰ دیا تھا مسٹر اقبال ٹکا نے کہا کہ ان کے مصطفیٰ کھر اور بھٹو خاندان سے پرانے مراسم ہیں جو وزیر اعلیٰ کو پسند نہیں تھے۔

○ باخبر ذرائع کے مطابق پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے کے بعد اب بجلی کے نرخوں میں اضافہ لازمی ہو گیا ہے۔

○ وزیر قانون و انصاف سید افتخار حسین گیلانی نے کہا ہے کہ یہ ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ ہم گواہوں کی تھانہ میں موجودگی کے بغیر کسی عورت کے خلاف حدود آرڈی ننس کے تحت مقدمہ درج نہیں ہو گا۔

○ ریلوے فائرمینوں اور ڈرائیوروں کی ہڑتال کی وجہ سے متعدد گاڑیاں روانہ نہیں ہو سکیں۔ مسافروں کو اس وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

○ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے کہا ہے کہ جھنگ سے قومی اسمبلی کی رکن سیدہ عابدہ حسین تحریری طور پر استعفیٰ دینے کے بعد اب قومی اسمبلی کی رکن نہیں رہیں۔ آئینی ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی رکن اسمبلی کے استعفیٰ دینے کے بعد اسکی منظوری یا غیر منظوری کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔

○ کراچی میں دو گروپوں میں تصادم کے نتیجے میں ایک نوجوان ہلاک اور اسکا بھائی زخمی ہو گیا۔

○ وفاقی وزیر قانون افتخار گیلانی نے کہا ہے آٹھویں ترمیم ختم کرنے کیلئے اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ ۱۹۷۳ء کے اصل آئین کو بحال کیا جائے۔

غیر ملکی خبریں

○ عرب لیگ کونسل نے امریکی سینیٹ کی اس قرارداد کو بین الاقوامی قانون کے منافی قرار دیا ہے جسمیں مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیل کا صدر مقام تسلیم کیا گیا ہے۔

○ جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں پولیس نے سیاہ فام مظاہرین پر فائرنگ کر کے ۸ مظاہرین کو ہلاک اور ۳۰۰ کو زخمی کر دیا۔ یہ مظاہرین بنیادی سہولتوں کے فقدان کے خلاف احتجاج کر رہے تھے مظاہرین نے سرکاری عمارتیں کاریں اور پٹرول پمپ جلا کر راکھ کر دیئے۔

○ اسرائیل میں لیبر پارٹی کی صدارت میں نئی مخلوط حکومت کے قیام کی راہ میں دو چھوٹے مذہبی جماعتوں نے رکاوٹ پیدا کر دی ہے ان جماعتوں نے سابق حکمران لیکوڈ پارٹی کے دوبارہ حکومت بنانے کی تائید کی ہے

○ جمہوریہ استھونیہ نے بھی سوویت حکومت کے اقتدار اعلیٰ کو رد کرنے کے ابتدائی اقدامات کئے ہیں۔ استھونیہ کی پارلیمنٹ نے ایک عبوری مدت کا فیصلہ کیا ہے جسکے دوران مرحلے وار ایک آزاد مملکت کی حیثیت حاصل کی جائے گی۔ پارلیمنٹ نے سوویت یونین کو ایک قابض طاقت قرار دیا ہے جسے کوئی قانونی حیثیت حاصل نہیں۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں سوویت یونین نے استھونیہ کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔ لیتھوانیا نے اس قرارداد کی خاطر حاصل کی جانے والی رائے شماری میں حصہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ استھونیہ کو سوویت یونین سے تعلقات بہتر بنانے چاہئیں۔

پتہ